تھر تھرائے کانپ اٹھے باغیانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قہر بن کا ان پر چھایا اے امام احمد رضا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اے رضا ہم پر یہ تیرا احسان ہے — کہ بنا سُنیت کی تو پہچان ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کفار سے معاملات اور موالات کا حکم قطعی

(مرتدین کا حکم تو ان سے بھی سخت تر)

الرمز المرصف علی سوال مولٰنا السید أصف

(مولانا سید آصف کے سوال پر مضبوط اشارہ)

مختصر رسالہ تمام صلح کلیوں پر ایک اور **قیامت**

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ماخوز فتاویٰ رضویہ جلد 21)

مسئلہ ۸۶ : ازکانپور فیل خانہ قدیم مسئولہ جناب مولٰنا مولوی سید محمد آصف صاحب قادری برکاتی رضوی ۱۶جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم (یاحبیب محبوب اللہ روحی فداک) قبلہ کونین وکعبہ دارین دامت برکاتہم۔

اللہ تعالٰی کے مقدس نام سے شروع جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔ ہم اللہ تعالٰی کی نئی نئی تعریف کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر نئے نئے انداز سے درود بھیجتے ہیں' اے اللہ کے محبوب کے حبیب! میری روح آپ پر قربان ہو دونوں جہاں کے قبلہ اور دنیا واخرت کے کعبہ' ان کے فیوض وبرکات ہمیشہ رہیں۔ (ت)

بعد تسلیمات فدویانہ تمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس ایں کہ بفضلہٖ تعالٰی کمترین بخیریت ہے حضوری ملازمان سامی کی مدام بارگاہ احدیث سے مطلوب' اشتہار اسلامی پیام میں عبدالماجد کے اس لکھنے پر کہ "**مسلمان ڈوب رہاہے نامسلم تیراک ہاتھ دے توجان بچاناچاہئے یانہیں**" یوں درج ہے کہ "**مسلمان کو اگر ڈوبنے پر یقین نہ ہو ہاتھ پاؤں مار کر بچ جانے کی امید ہو یا کوئی مسلمان فریادرس خواہ کوئی درخت وغیرہ ملنے کا ظن ہو توکافر کو ہاتھ دینے کی اجازت نہیں** الخ" معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے معاملت کی بھی اجازت نہ ہو ان سے علاج بھی نہ کرائے لایألونکم خبالا (وہ تمھیں نقصان پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ ت) سے کیا مقصود ہے آیا دین کے معاملہ میں کفار محارب فی الدین نقصان پہنچانے میں کمی نہ کریں گے یا ہر معاملہ میں اور ہر وقت جب موقع پائیں اور ایک کافر گو غیر محارب ہو تفسیر کبیر میں آیہ کریمہ لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلونکم الی اٰخرالایۃ (اللہ تعالٰی تمھیں ان لوگوں سے نہیں روکتا جو تم سے جنگ نہیں کرتے الی اخرالآیۃ۔ ت) کے متعلق لکھا ہے: وقال اھل التاویل ھذہ الایۃ تدل علی جواز البربین المشرکین والمسلمین وان کانت الموالاۃ منقطعۃ ۱ھ۔

(امام رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ) ائمہ تفسیر نے اس آیۃ کے متعلق فرمایا کہ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اہل شرک اور اہل اسلام کے درمیان حسن سلوک کرنا جائز ہے اگرچہ موالات منقطع ہے (ت)

(۱؎ مفاتیح الغیب (تفسیر الکبیر) تحت آیۃ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ مطبعۃ البھیمۃ المصریۃ مصر ۲۹ /۳۰۴)

رسالہ الرضا بابت ماہ ذیقعدہ حصہ ملفوظات ص ۸۶ میں ہے: ''حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھیں سے خلق فرماتے ہیں جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرمائی الخ''

بعض کفار کی انکھوں میں سلائی پھیرنا تو قصاصاً تھا کیا رسول کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم قبل نزول آیت **یٰایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین** ۲؎ (اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو۔ ت) نرمی نہ فرماتے تھے اور کیا رجوع نہ لانے والے تھے ان سے ہمیشہ بشدت پیش آتے تھے یا پہلے ان سے بھی نرمی سے پیش آتے، کفار مختلف طبائع کے تھے، اور ہیں بعض کو اسلام اور مسلمانوں سے سخت عداوت ہے اور بعض کو بہت کم۔ کیا سب سے یکساں حکم ہے یا امر المعروف (نہی عن المنکر میں ان سے حسب مراتب تدریجاً سختی کرنے کا حکم ہے اور محارب و غیر محارب کا فرق ہے۔ (۲؎ القرآن الکریم ۹ /۷۳)

حضور فدوی کو اس مسئلہ میں کہ مرتدہ کا نکاح باقی رہتا ہے لیکن فتاوٰی کی کتابوں کے خلاف ہونے کی وجہ خلجان رہتا ہے حضور کے فتاوٰی میں اور کتابوں کے خلاف لکھا ہے گو بعض احکام بوجہ اختلاف زمانہ مختلف ہوجاتے ہیں، لیکن فتاوٰی ہندیہ جو قریب زمانہ کی ہے اس میں بھی نہیں ہے اگرچہ بوجہ سلطنت اسلامیہ نہ ہونے کے مرتدہ پر احکام شریعت نہیں جاری کئے جاسکتے ہیں مثل ضرب وغیرہ کے، لیکن جب وہ اسلام سے خارج ہوگئی تو نکاح کا باقی رہنا کیسا، کیا وہ ترکہ بھی اپنے سابق شوہر کا شرعاً پائے گی اور اس کے مرنے پر اس کا جو پہلے شوہر تھا ترکہ اس کا شوہر پائے گا، اگر کفار غیر محارب کے ہمراہ محارب کفار کا مقابلہ کیا جائے اور محارب کفار کہ غیر محارب کے امداد سے نقصان پہنچایا جائے تو کیا گناہ ہے اسی ''اسلامی پیغام''

میں ہے ''اب جو قرآن کو جھٹلائے'' وہ مشرک یا مرتفد کو ڈوبنے سے نجات دینے والا حامی ومدد گار جانے'' کیا نعوذ باللہ جتنے مسلمان کفار سے علاج کراتے ہیں اور معاملات میں ان سے مدد لیتے ہیں سب قرآن کو جھٹلاتے ہیں فقط والتسلیم عریضہ ادب فدوی محمد آصف یغفراللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المؤمنین والمؤمنات بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم (اللہ تعالٰی اسے اس کے والدین اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو حضور نبی کریم کے طفیل بخش دے، ان پر صلٰوۃ وسلام کا نزول ہو۔ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، مولانا المکرم اکرمکم اللہ تعالٰی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالٰی کے عظیم نام سے شروع جو بیحد رحم کرنے والا ہے، ہم اللہ تعالٰی کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر درود بھیجتے ہیں مولانا گرامی! اللہ تعالٰی تمھاری عزت وتوقیر فرمائے تم پر سلام ہو اور اللہ تعالٰی کی برکت اور اس کی برکتیں ہوں۔(ت)

ارشاد الٰہی یایھاالذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لا یألونکم خبالا[۱]۔ (اے ایمان والو! اپنے سوا غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمھیں نقصان پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ت) عام ومطلق ہے کافر کو راز دار بنانا مطلّقاً ممنوع ہے اگرچہ امور دنیویہ میں ہو وہ ہرگز تا قدر قدرت ہماری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے قل صدق اللہ[۲]۔ ومن اصدق من اللہ قیلا[۳]۔ (فرمادیجئے اللہ تعالٰی نے سچ فرمایا اور بات کرنے میں اللہ تعالٰی سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے۔ت)

(۱؎ القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸) (۲؎ القرآن الکریم ۳/ ۹۵)

(۳؎ القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲)

سیدنا امام اجل حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث لاتستضیئوا بنارالمشرکین ۴؎
(مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی تفسیر فرمائی کہ اپنے کسی کام میں ان سے مشورہ نہ لو اور اسے اسی آیہ کریمہ سے ثابت بتایا' (۴؎ مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۹۹)

ابو یعلٰی مسند اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر وابن حاتم تفاسیر اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق ازہر بن راشد انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روای: قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتستضیئوا بنارالمشرکین قال فلم تدر ماذلک حتی اتوالحسن فسألوہ فقال نعم، یقول لاتستشیرو ھم فی شیئ من امور کم قال الحسن وتصدیق ذٰلک فی کتاب اللہ تعالٰی ثم تلا ھذہ الایۃ یایھاالذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم ۱؎۔
انس بن مالک نے فرمایا حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) شرک کرنے والوں کی آگ سے روشنی نہ لو' فرمایا: ہم نہ سمجھے کہ اس کا مفہوم کیا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ حسن بصری کے پاس گئے ان سے اس کا مفہوم دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے کہ "اپنے کسی کام میں شرک کرنے والوں سے مشورہ نہ لو" حضرت حسن نے فرمایا کہ اس کی تصدیق اللہ تعالٰی کی کتاب میں موجود ہے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی' اے ایمان والو! اپنے سوا دوسروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔ (ت) (۱؎
جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ الخ المطبعۃ المیمنیۃ مصر ۴ /۳۸)؛ (شعب الایمان حدیث ۹۳۷۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷ /۴۰)

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسی آیت کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا ابن ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید وابی حاتم رازی تفاسیر میں اس جناب سے راوی: انہ قیل لہ ان ھھنا غلاما من اھل الحیرۃ حافظا کاتبا فلوا تخذتہ کاتبا قال اتخذت اذا بطانۃ من دون المؤمنین ۲؎۔ حضرت عمر فاروق کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ یہاں حیرہ کا رہنے والا ایک غلام ہے جو حافظ اور کاتب ہے اگر آپ اس کو اپنے ہاں کاتب مقرر کر دیں تو (کیا ہی اچھا ہوگا) اس پر ارشاد فرمایا کہ پھر

تو میں نے مسلمانوں کو چھوڑ کر اس کافر کو اپنا راز دار بنالیا۔ (ت) (۲؎ تفسیر لابن ابی حاتم تحت آیۃ یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ الخ حدیث ۴۰۳۸ مکتبہ خرار مصطفٰی البازمکۃ المکرمہ ۳ /۷۴۳)

تفسیر کبیر میں انھیں امور دنیویہ میں ان سے مشاورت و موانست کو سبب نزول کریمہ اور اس سے نہی مطلق کے لئے بتایا اور اسے اس گمان کا کہ ان سے مخالفت تو دین میں ہے دنیوی امور میں بدخواہی نہ کریں گے، رد ٹھہرایا کہ :

ان المسلمین کانوا یشاورونہم فی امورھم ویؤانسونہم لما کان بینہم من الرضاع والحلف ظنا منہم انہم خالفوھم فی الدین فہم ینصحون لہم فی اسباب المعاش فنہاھم اللہ تعالٰی بہذہ الایۃ عنہ، فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المومنین فیکون ذٰلک نہیا عن جمیع الکفار وقال تعالٰی یایھاالذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ومما یؤکد ذٰلک ماروی انہ قیل لعمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ ھہنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی لایعرف اقوی حفظا ولااحسن خطامنہ ، فان رأیت ان تخذہ کاتبا فامتنع عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ من ذٰلک وقال اذا اتخذت بطانۃ من غیر المومنین فقد جعل عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ھذہ الایۃ دلیلا علی النہی عن اتخاذ النصرانی بطانۃ ۱؎۔

مسلمان اپنے دنیوی معاملات میں کافروں سے مشورہ کیا کرتے تھے اور ان سے موانست رکھتے تھے اس لئے دونوں کے درمیان رضاعت اور قسمیں تھیں، پس مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ اگرچہ کافر دین میں ان کے مخالف ہیں تاہم اسباب معاش وغیرہ میں ان کے خیر خواہ ہیں، پھر اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو اس آیۃ مذکورہ میں کافروں کے ساتھ رواداری اور راز داری سے منع فرمایا لہٰذا اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو اہل ایمان کے علاوہ غیروں کو راز دار بنانے کی ممانعت فرمائی، پھر یہ تمام کافروں سے نہی ہے۔ اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا : اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ اور اس کی اس روایت سے تاکید ہوتی ہے کہ جس میں یہ مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں یہ درخواست کی گئی کہ

یہاں اہل حیرہ میں سے ایک شخص عیسائی ہے اس کی یادداشت (قوت حافظہ) بھی بڑی قوی ہے اور خط بھی خوبصورت (یعنی خوشنویس) ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے ہاں اسے منشی مقرر کرلیں، ارشاد فرمایا پھر تو میں غیر مسلموں کو اپنا راز دار بنالیا، لہٰذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس آیۃ مذکورہ کو اس پر دلیل ٹھہرایا کہ عیسائی کو راز دار بنانے کی ممانعت ہے۔ (ت) (۱؎ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ یاایہاالذین آمنوالاتتخذوابطانۃ الخ مطبعۃ البہیمۃ المصریۃ مصر ۸ /۱۰-۲۰۹)

اس سے جملہ انواع معاملت کیوں ناجائز ہوگئے۔ بیع وشراء اجارہ واستئجار وغیرہا میں کیا راز دار بنانا یا اس پر اعتماد کرنا ہے جیسے چمار کو دام دئے جوتا گنٹھوالیا، بھنگی کو مہینہ دیا پاخانہ اٹھوالیا، بزار کو روپے دئے کپڑا مول لے لیا، آپ تاجر ہے کوئی جائز چیز اس کے ہاتھ بیچی دام لے لئے وغیرہ وغیرہ، ہر کافر حربی کافر محارب ہے حربی ومحارب ایک ہی ہے جیسے جدلی ومجادلی۔ وہ ذمی ومعاہد کا مقابل ہے۔ راز دار بنانا ذمی ومعاہد کو بھی جائز نہیں، امیر المومنین کا وہ ارشاد ذمی ہی کے بارے میں ہے یونہی موالات مطلقاً جملہ کفار سے حرام ہے حربی ہو یا ذمی، ہاں صرف دربارہ بر واحسان ان میں فرق ہے معاہد سے جائز ہے کہ **لاینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین** ۱؎۔ (اللہ تعالٰی تمھیں ان لوگوں سے (معاملات کرنے سے) نہیں روکتا جو دین میں تم سے جنگ نہیں کرتے۔ ت) اور حربی سے حرام کہ **انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین** ۲؎۔ (البتہ ان لوگوں سے تمھیں منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے جنگ کرتے ہیں۔ ت) (۱؎ القرآن الکریم ۶۰/ ۸) (۲؎ القرآن الکریم ۶۰/ ۹)

عبارت کبیر منقولہ سوال کا یہی مطلب ہے یہی قول اکثر تاویل اور اسی پر اعتماد وتعویل ہے۔ اور ائمہ حنفیّہ کے یہاں تو اس پر اتفاق جلیل ہے خود کبیر میں زیر کریمہ لاینھکم اللہ ہے: الاکثرون علی انھم اھل العھد وھذا قول ابن عباس ولمقاتلین والکلبی ۳؎۔ اکثر ائمہ تفسیر کی رائے یہ ہے کہ اس سے اہل عہد مراد ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس۔ دو مقاتلوں اور کلبی کا یہی قول ہے۔ (ت) (۳؎ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ لاینھکم الذین لم یقاتلوکم الخ مطبعۃ البہیمۃ المصریۃ مصر ۲۹/ ۳۰۳)

ہم نے المحجۃ المؤتمنہ میں یہ مطلب نفیس جامع صغیر امام محمو وہدایہ ودرر الحکام وغایۃ البیان وکفار و جوہرہ نیرہ ومستصفٰی ونہایہ وفتح القدیر وبحرالرائق وکافی والتبیین الحقائق وتفسیر احمدی وفتح اللہ المعین وغنیہ ذوی الاحکام ومعراج الدرایہ وعنایہ ومحیط برہانی وجوی زادہ وبدائع امام ملک العلماء سے ثابت کیا حضور رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رحمۃ اللعٰلمین ہیں قبل ارشاد واغلظ علیہم (کافروں اور منافقوں پر سختی کرو۔ ت) انواع انواع کے نرمی وعفو وصفح فرمائے خود اموال غنیمت میں مؤلفۃ القلوب کا ایک سہم مقرر تھا مگر اس ارشاد کریم پر عفو وسفہ کو نسخ فرمادیا اور مؤلفۃ القلوب کا سہم ساقط ہوگیا۔ **وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظلمین نارا احاط بہم سراد قہا** ؎۴۔ فرمادیجئے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے لہٰذا جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے یقینا ہم نے ظالموں کے لئے ایک ایسی آگ تیار کررکھی ہے کہ جس کی دیواروں نے انھیں گھیرے میں لے رکھا ہے۔ (ت) (؎۴ القرآن الکریم ۱۸/ ۲۹)

سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے افضل الاساتذہ امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالٰی عن جن کی نسبت امام فرماتے ہیں میں نے ان سے افضل کسی کو نہ دیکھا وہ کریمہ واغلظ علیہم کو فرماتے ہیں: **نسخت ہذہ الاٰۃ کل شیئ من العفود والصفح** ؎۱۔ اس آیت کریمہ نے ہر قسم کی معافی اور درگزر کرنے کو منسوخ کردیا ہے۔ (ت) (؎۱ معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ واغلظ علیہم الخ مصطفی البابی مصر ۳/ ۲۳-۱۲۲)

قرآن عظیم نے یہود مشرکین کو عداوت مسلمین میں سب کافروں سے سخت تر فرمایا: **لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیہود والذین اشرکوا** ؎۲۔ تم اہل ایمان سے عداوت کرنے میں سب سے زیادہ یہودیوں اور مشرکوں کا پاؤگے۔ (ت) (؎۲ القرآن الکریم ۵/ ۸۲)

مگر ارشاد: یایھا النبی جاھدا لکفار والمنفقین و اغلظ علیھم ومأوٰھم جھنم و بئس المصیر۳؎۔اے نبی مکرم! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کیا کرو، اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔(ت) (۳؎القرآن الکریم ۹/ ۷۳)

عام آیہ اس میں سب کا استثناء نہ فرمایا کسی وصف پر حکم مرتب ہونا اس کی علیت کا مشعر ہوتا ہے یہاں انھیں وصف کفر سے ذکر فرماکر اس پر جہاد وغلظت کا حکم دیا تو یہ سزا ان کے نفس کفر کی ہے۔ نہ کہ عداوت مومنین کی، اور نفس کفر میں وہ سب برابر ہیں، الکفر ملۃ واحدۃ(سارا کفر ایک ہی ملت ہے۔ت) ہاں معاہد کا استثناء دلائل قاطعہ متواترہ ہے سے ضرورۃ معلوم ومستقر فی الاذہان کہ حکم جاہد سن کر اس کی طرف ذہن جاتا ہی نہیں فنفس النص لم یتعلق بہ ابتداء کما افادہ فی البحرالرائق(پھر نفس نص ابتداء ہی اس سے متعلق نہیں(یعنی معاہد کو نص شامل ہی نہیں) جیسا کہ البحرالرائق میں یہ افادہ پیش کیا ہے۔ت) تفاوت عداوت پر بنائے کار ہوتی تو یہود کو حکم مجوسی سے سخت تر ہوتا ہے حالانکہ امر بالعکس ہے اور نصارٰی کا حکم یہود سے کم تر ہوتا ہے حالانکہ یکساں ہے۔ ذمی وحربی کافر کا فرق میں بتا چکا ہوں اور یہ کہ ہر حربی محارب ہے حسب حاجت ذلیل قلیل ذمیوں سے حربیوں کے مقاتلہ(مقابلہ میں مدد لے سکتے ہیں ایسی جیسے سدھائے ہوئے مسخر کتے سے شکار میں، امام سرخسی نے شرح صغیر میں فرمایا: والاستعانۃ باھل الذمۃ کالاستعانۃ بالکلاب ۱؎۔ذمی کافروں سے مدد لینا سدھائے ہوئے کتوں سے مدد لینے کی طرح ہے۔(ت) (۱؎شرح الجامع الصغیر للسرخسی(محمد بن احمد)

اور بروایت امام طحاوی ہمارے ائمہ مذہب امام اعظم وصاحبین وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اس میں بھی کتابی کی تخصیص فرمائی مشرک سے استعانت مطلقًا ناجائز رکھی اگرچہ ذمی ہو ان مباحث کی تفصیل جلیل "المحجۃ المؤتمنۃ" میں ملاحظہ ہو۔

رہا کافر طبیب سے علاج کرانا خارجی یا ظاہر مکشوف علاج جس میں اس کی بدخواہی نہ چل سکے وہ تو **لایألونکم خبالا** ۲۔ (وہ کافر تمھیں نقصان پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔ت) سے بالکل بے علاقہ ہے اور دنیاوی معاملات میں بیع و شراء واجارہ واستئجار کی مثل ہے۔ ہاں اندرونی علاج جس میں اس کے فریب کی گنجائش ہو اس میں اگر کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ ان کو پانی مصیبت میں ہمدرد اپنا ولی خیر خواہ اپنا مخلص بااخلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کرکے اپنا دوست بنانے والا اس کی بیکسی میں اس کی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بیشک آیہ کریمہ کا مخالف ہے اور ارشاد آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان و ایمان و قرآن سب کا دشمن اور انھیں اس کی خبر ہوجائے اور اس کے بعد واقعی دل سے اس کی خیر خواہی کریں تو کچھ بعید نہیں کہ وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں اور یہ مسلمان ہی نہ رہا **فانہ منہم** ۳۔ (وہ انہی میں سے ہے۔ت) ہوگیا' (۲؎ القرآن الکریم ۳ /۱۱۸) (۳؎ سنن ابی داؤد کتاب اللباس ۲ /۲۰۳)

ان کی تو دلی تمنا یہی تھی: **قال تعالٰی ودوالوتکفرون کما کفروا فتکونون سواء** ۴؎۔ (اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا) ان کی آرزو ہے کہ کسی طرح تم بھی ان کی طرح کافر بنو تو تم اور وہ ایک سے ہوجاؤ۔ (۴؎ القرآن الکریم ۴/۸۹)

والعیاذ باللہ تعالٰی (اور اللہ تعالٰی کی پناہ۔ت) ______ گر الحمد للہ کوئی مسلمان آیہ کریم پر مطلع ہو کر ہر گز نہ جانے گا اور جانے تو آپ ہی اس نے تکذیب قرآن کی' بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اس سے روٹیاں کماتے ہیں ایسا کریں تو بدنام ہوں دکان پھیکی پڑے' کھل جائے تو حکومت کا مواخذہ ہو سزا ہو یوں بدخواہی سے باز رہتے ہیں تو اپنے خیر خواہ ہیں نہ کہ ہمارے' اس میں تکذیب نہ ہوئی' پھر بھی خلاف احتیاط و شنیع ضرور ہے خصوصا یہود و مشرکین سے خصوصا سر برآوردہ مسلمان کو جس کے کم ہونے میں وہ اشقیاء اپنی فتح سمجھیں وہ جسے جان و ایمان دونوں عزیز ہیں اس بارے میں کریمہ **لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لایألونکم خبالا** ۱۔ کسی کافر کو راز دار نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے۔

وکریمہ ولم یتخذوا من دون الله ولا رسوله ولاالمومنین ولیجة ۲۔ اللہ ورسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو دخیل کار نہ بنانا' وحدیث مذکور لاتستضیئوا بنار المشرکین ۳۔ (مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو) بس ہیں۔ اپنی جان کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دینے سے زیادہ کیا راز دار ودخیل کار ومشیر بنانا ہوگا' (۱؎ القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸) (۲؎ القرآن الکریم ۹/ ۱۶) ؛ (۳؎ مسند امام احمد بن حنبل عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۹۹)

امام محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں: واشد فی القبح واشنع ماارتکبه بعض الناس فی هذا الزمان من معالجة الطبیب والکحال الکافرین اللذین لایرجی منهما نصح ولاخیر بل یقطع بغشهما واذیتهما لمن ظفرا به من المسلمین سیما ان کان المریض کبیرا فی دینه اوعلمه ۴۔

یعنی سخت تر قبیح وشنیع ہے وہ جس کا ارتکاب آجکل بعض لوگ کرتے ہیں' کافر طبیب اور سیتے سے علاج کرانا' جن سے خیر خواہی اور بھلائی کی امید درکنار یقین ہے کہ جس مسلمان پر قابو پائیں اس کی بدسگالی کرینگے اور اسے ایذا پہنچائیں گے خصوصاً جبکہ مریض دین یا علم میں عظمت والا ہو۔ (۴؎ المدخل لابن الحاج فصل فی المزین الکحال والطبیب الکافرین دارالکتاب العربی بیروت ۴/ ۱۱۴)

پھر فرمایا: لهم لا یعطون لاحد من المسلمین شیئا من الادویة التی تضرها ظاهرا لانهم لو فعلوا ذٰلک لظهر غشهم وانقطعت مادة معاشهم لکنهم یضیفون له من الادویة مایلیق بذٰلک المرض ویظهرون الصنعة فیه والنصح وقد یتعا فی المریض فینسب ذٰلک الی حذق الطبیب ومعرفته لیقع علیه المعاش کثیرا بسبب ماوقع له من الثناء علی نصحه فی صنعة لکنه یدس فی اثناء وصفه حاجة لایفطن لما فیها من الضرر غالبا وتکون تلک الحاجة مما تنفع ذٰلک المریض وینتعش منه فی الحال، لکنه یبقی المریض بعدها مدة فی صحة وعافیة ثم یعود علیه بالضرر فی اٰخر الحال وقد یدس حاجة اخری کما تقدم لکنه ان جامع انتکس ومات وکذالک یفعل فی حاجة

اُخری یصح المریض بعد استعمالہا لکنہ اذا دخل الحمام انتکس ومات وقد یدس حاجۃ اخری فاذا استعملہا المریض صح واقام من مرضہ لکن لہا مدۃ فاذا انقضت تلک المدۃ عادت بالضرر علیہ، وتختلف المدۃ فی ذٰلک، فمنہا مایکون مدتہا سنۃ اواقل اواکثر الی غیر ذٰلک من غشہم وھو کثیر ثم یتعلل عدواللہ بان ھذا مرض اٰخر دخل علیہ فلیس لہ فیہ حیلۃ فلوسلم منہ لعاش وصح ویظھر التأسف والحزن علی ما اصاب المریض ثم یصف بعد ذٰلک اشیاء تنفع لمرضہ لکنہا لاتفید بعد ان فات الامر فیہ فینصح حیث لاینفع نصحہ فمن یری ذٰلک منہ یعتقد انہ من الناصحین وھومن اکبر الغاشین وقد قیل:ـ کل العداوۃ قد ترجی ازالتہا الاعداوۃ من عاداک فی الدین ۱؎۔

یعنی وہ مسلمان کو کھلے ضرر کی دوا نہیں دیتے کہ یوں تو ان کی بدخواہی ظاہر ہو جائے اور ان کی روزی میں خلل آئے بلکہ مناسب دوا دیتے اور اس میں اپنی خیر خواہی وفن دانی ظاہر کرتے ہیں اور کبھی مریض اچھا ہو جاتا ہے جس میں ان کا نام ہو اور معاش خوب چلے اور اسی کے ضمن میں ایسی دوا دیتے ہیں کہ فی الحال مریض کو نفع دے اور آئندہ ضرر لائے یا ایسی دوا کہ اس وقت مرض کھو دے مگر جب مریض جماع کرے مرض لوٹ آئے اور مر جائے یا ایسی کہ سردست تندرست کر دے مگر جب حمام کرے مرض پلٹے اور موت ہو یا ایسی کہ اسی وقت مریض کھڑا ہو جائے اور ایک مدت سال بھر یا کم وبیش کے بعد وہ اپنا رنگ لائے اور ان کے سوا ان کے فریبوں کے اور بہت طریقے ہیں' پھر جب مرض پلٹا تو اللہ کا دشمن یوں بہانے بناتا ہے کہ یہ جدید مرض ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے اور مریض کی حالت پر افسوس کرتا ہے پھر صحیح نافع نسخے بتاتا ہے مگر جب بات ہاتھ سے نکل گئی کیا فائدہ' تو اس وقت خیر خواہی دکھاتا ہے جب اس سے نفع نہیں' دیکھنے والے اسے خیر خواہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سخت تر بدخواہ ہے ہر عداوت کے ازالہ کے لئے امید کی جاسکتی ہے سوائے اس شخص کے جو تیرے ساتھ دین میں عداوت رکھے۔ (۱؎ المدخل لابن الحاج فصل فی المزین

وسائس الطبیب الکافر دارالکتاب العربی بیروت ۴ /۱۱۶ـ ۱۱۵)

پھر فرمایا: وقد یستعملون النصح فی بعض الناس ممن لاخطر لهم فی الدین ولا علم وذٰلک ایضا من الغش لانهم لولم ینصحوا لما حصلت لهم الشهرة بالمعرفة بالطب ولتعطل علیهم معاشهم وقد ینفطن لغشهم ومن غشهم نصحهم لبعض ابناء الدنیا لیشتهروا بذٰلک وتحصل لهم الحظوة عندهم وعند کثیر ممن شابههم و یتسلطون بسبب ذٰلک علی قتل العلماء والصالحین وهذا النوع موجود ظاهر ،وقد ینصحون العلماء والصالحین وذٰلک منهم غش ایضا لانهم یفعلون ذلک لکی تحصل لهم الشهرة وتظهر ضعتهم فیکون سببا الی اتلاف من یریدون اتلافه منهم وهذا منهم مکر عظیم ۲؎۔

یعنی وہ کبھی عوام کے علاج میں خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی ان کا مکر ہے کہ ایسا نہ کریں تو شہرت کیسے ہو روٹیوں میں فرق آئے اور کبھی ان کے فریب پر لوگ چرچ جائیں' یوہیں یہ فریب ہے کہ بعض رئیسوں کا علاج اچھا کرتے ہیں کہ شہرت اور اس کے نزدیک اور اس جیسوں کی نگاہ میں وقعت ہو پھر علماء و صلحا کے قتل کا موقع ملے اور ایسے اب موجود وظاہر ہیں اور کبھی علماء و صلحا کے علاج میں بھی خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی فریب ہے کہ مقصود ساکھ بندھن ہے پھر جس عالم یا دیندار کا قتل مقصود ہے اس کی راہ ملنا اور یہ ان کا بڑا مکر ہے پھر اپنے زمانے کا ایک واقعہ ثقہ معتمد کی زبانی بیان فرمایا کہ مصر میں ایک رئیس کے یہاں ایک یہودی طبیب تھا رئیس نے کسی بات پر ناراض ہو کر اسے نکال دیا وہ خوشامدیں کرتا رہا یہاں تک کہ رئیس راضی ہو گیا کافر وقت کا منتظر رہا پھر رئیس کو کوئی سخت مرض ہوا' میں طبیب مغربی سے طب پڑھ رہا تھا لوگ انھیں بلانے آئے انھوں نے عذر کیا لوگوں نے اصرار کیا' گئے' اور مجھے فرما گئے میرے آنے تک بیٹھے رہنا' تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ کانپتے تھر تھراتے واپس آئے' میں نے کہا خیر ہے۔ فرمایا میں نے پوچھا کہ یہودی نے کیا نسخہ دیا' معلوم ہوا کہ وہ رئیس کا کام تمام کر چکا' میں اندر نہ گیا کہ ایک تو اس کے بچنے کی امید نہیں پھر یہ اندیشہ کہ کہیں یہودی میرے ذمے نہ رکھ دے رئیس کل تک نہ بچے گا' وہی ہوا کہ صبح

تک اس کا انتقال ہوگیا' پھر فرمایا کہ بعض لوگ کافر طبیب کے ساتھ مسلمان طبیب کو بھی شریک کرتے ہیں کہ جو نسخہ وہ بتائے مسلمان کو دکھالیں' یوں اس کے مکر سے امن سمجھتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے۔ (۲؎ المدخل لابن الحاج فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دارالکتاب العربی بیروت ۴/ ۱۷۔۱۱۶)

فرمایا: وھذا لیس بشیئ ایضا من وجوہ الاول ان المسلم قد یفعل عن بعض ماوصفہ الثانی مافیہ اقتداء الغیربہ الثالث مافیہ الاعانۃ لھم علی کفرھم بما یعطیہ لھم، الرابع ما فیہ ذلۃ المسلم لھم الخامس مافیہ تعظیم شانھم سیما ان کان المریض رئیسا وقد امر الشارع علیہ الصلٰوۃ والسلام بتصغیر شانھم وھذا عکسہ ۱؎۔

یہ بوجوہ کچھ نہیں' ایک تو ممکن کہ جو دوا کافر نے بتائی اس وقت مسلمان طبیب کے خیال میں اس کا ضرر نہ آئے پھر اس کو دیکھا دیکھی اور مسلمان بھی کافر سے علاج کرائیں گے۔ فیس وغیرہ جو اسے دی جائے وہ اس کے کفر پر مدد ہوگی' مسلمان کو اس کے لئے تواضع کرنی پڑے گی' علاج کی ناسوری سے کافر کی شان بڑھے گی خصوصاً اگر مریض رئیس تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی تقیر کا حکم دیا اور یہ اس کا عکس ہے۔ (۱؎ المدخل لابن الحاج فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دارالکتب العربی بیروت ۴/ ۱۸۔۱۱۷)

پھر فرمایا: ثم مع ذٰلک مایحصل من الانس والودلھم وان قل الامن عصم اللہ وقلیل ماھم ولیس ذٰلک من اخلاق اھل الدین ۲؎۔ پھر ان سب وجوہ کے ساتھ یہ ہے کہ اس سے ان کے ساتھ انس اور کچھ محبت پیدا ہوجاتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی سہی سوا اس کے جسے اللہ محفوظ رکھے اور وہ بہت کم ہیں اور کافر سے انس اہل دین کی شان نہیں۔ (۲؎ المدخل لابن الحاج فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دارالکتب العربی بیروت ۴/ ۱۲۰)

پھر فرمایا: ومع ذٰلک یخشی علی دین بعض من یستطبھم من المسلمین ۳؎۔ ان سب قباحتوں کے ساتھ سخت آفت یہ ہے کہ کبھی ان سے علاج کروانے والے کے ایمان پر اندیشہ ہوتا ہے۔ (

۳؎ المدخل لابن الحاج فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دارالکتب العربی بیروت ۴/ ۱۲۰)

پھر اپنے بعض ثقہ معتمد برادران دینی کا واقعہ بیان فرمایا کہ ان کے یہاں بیماری ہوئی مریض نے ایک یہودی طبیب کی طرف رجوع پر اصرار کیا' انھوں نے اسے بلایا' وہ علاج کرتا رہا ایک دن اسے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہتا ہے کہ موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کا دین قدیم ہے اسی کو اختیار کرنا چاہئے' اور یوہیں میں کیا کیا بکتا رہا' یہ ترساں ولرزاں جاگے اور عہد کرلیا کہ اب وہ میرے گھر نہ آنے پائے راستے میں بھی وہ جہاں ملتا یہ اور راہ ہوجاتے کہ مبادا اس کا وبال انھیں پہنچے' امام فرماتے ہیں: فهذاقد رحم بسبب انه كان معتنى به فيخاف من استطبهم ولم يكن معتنى به ان يهلك معهم ولو لم يكن فيه الا الخوف من هذا الامر الخطر لكان متعينا تركه فكيف مع وجود ماتقدم ا ھ۔

ان صاحب پر تو یوں رحمت ہوئی کہ زیر عنایت تھے جو ایسا نہ ہو اور ان سے علاج کرائے اس پر خوف ہے کہ ان کے ساتھ ہلاک ہوجائے ان کے علاج میں اس شدید خطرناک خوف کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو اس قدر سے اس کا ترک لازم ہوتا نہ کہ اور شناعتوں کے ساتھ جن کا ذکر گزرا۔ (۱؎ المدخل لابن الحاج فی فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دار الکتب العربی بیروت ۴ /۱۲۰)

ان امام ناصح رحمہ اللہ تعالٰی کے ان نفیس بیانوں کے بعد زیادت کی حاجت نہیں اور بالخصوص علمائے وعظمائے دین کے لئے زیادہ خطر کا مؤید امام مارزی رحمہ اللہ تعالٰی کا واقعہ ہے علیل ہوئے ایک یہودی معالج تھا اچھے ہوجاتے پھر مرض عود کرتا کئی بار یوہیں ہوا' آخر اسے تنہائی میں بلاکر دریافت فرمایا اس نے کہا اگر آپ سچ پوچھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ کوئی کار ثواب نہیں کہ آپ جیسے امام کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کھودوں' امام نے اسے دفع فرمایا' مولٰی تعالٰی نے شفا بخشی' پھر امام نے طب کی طرف متوجہ فرمائی اور اس میں تصانیف کیں اور طلبہ کو حاذق اطباء کردیا اور مسلمانوں کو ممانعت فرمادی کہ کافر طبیب سے کبھی علاج نہ کرائیں' یہود کے مثل مشرکین ہیں کہ قرآن عظیم نے دونوں کو ایک ساتھ مسلمانوں کا سب سے سخت تر دشمن بتایا اور لایألونکم خبالا تو عام کفار کے لئے فرمایا۔

عورت کا مرتد ہو کر نکاح سے نہ نکلنا

عورت کا مرتد ہو کر نکاح سے نہ نکلنا تمام کتب ظاہر الروایۃ وجملہ متون وعام شروح وفتاوٰی قدیمہ سب کے خلاف ہے اور سب کے موافق 'خلاف ہے قول صوری کے اور موافق ہے قول ضروری کے ' قول ضروری اور صوری کا فرق میرے رسالہ اجل الاعلام بان الفتوٰی مطلقا علی قول الامام (بالکل ظاہر اور واضح اعلان ہے کہ فتوی دینا علی الاطلاق امام کے قول پر ہے۔ ت) میں ملے گا کہ میرے فتاوی جلد اول (ف) میں طبع ہوا اور اس کا قول ضروری کے موافق ہونا میرے فتوئے سے کہ بجواب سول علی گڑھ لکھا ظاہر اس کی نقل حاضر ہوگی اور یہ حکم صرف نکاح میں ہے باقی تمام احکام ارتداد جاری ہوں گے 'نہ وہ شوہر کا ترکہ پائے گی نہ شوہر اس کا اگر اپنے مرض الموت میں مرتدہ نہ ہوئی ہو ' نیز جب تک وہ اسلام لائے شوہر کو اسے ہاتھ لگانا حرام ہوگا '

ف: رسالہ اجل الاعلام فتاوٰی رضویہ، رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد اول کے صفحہ ۹۵ پر موجود ہے۔

عالمگیری منشاء مسئلہ مذکورہ سے خالی نہیں باب نکاح الکفار میں دیکھئے : لواجرت کلمۃ الکفر علی لسانھا مغایظۃ لزوجھا او اخراجا لنفسھا عن حبالتہ او لاستیجاب المھر علیہ بنکاح مستانف تحرم علی زوجھا فتجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنی شیئ ولو بدینار سخطت او رضیت ولیس لھا ان تتزوج الابزوجھا قال الھند وانی اخذ بھذا قال ابواللیث وبہ ناخذ کذا فی التمرتاشی ا ھ۔ اگر کسی منکوحہ عورت نے اپنی زبان پر کلمہ کفر جاری کیا اپنے شوہر کو طیش دلاتے ہوئے یا اپنی ذات کو اس سے باہر کرنے کے لئے یا اس لئے کہ اس پر جدید نکاح سے مہر واجب ہو تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی پھر اسے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا ' اور ہر قاضی کے جائز ہے کہ وہ بالکل کسی معمولی چیز سے دوبارہ اس کا نکاح پڑھا دے اگرچہ ایک اشرفی ہی کیوں نہ ہو ' چاہے عورت ناراض ہو یا راضی ' اور عورت کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ اپنے شوہر کے علاوہ

کسی اور سے نکاح کرے' فقیہ ہندوانی نے فرمایا کہ میں اسی کو اختیار کرتا ہوں' فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں' یونہی تمرتاشی میں مذکور ہے۔(ت) (۱؎ فتاوٰی ہندیہ کتاب النکاح الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۳۹)

اسی کے بیان میں درمختار میں ہے : صرحوا بتعزیرھا خمسة وسبعین وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح بمھر یسیر کدینار وعلیه الفتوی والوالجیة ۲؎۔ فقہاء کرام نے تصریح فرمائی کہ عورت کو پچھتّر کوڑے سزا دی جائے اور اسلام لانے پر مجبور کیا جائے اور بالکل معمولی مہر سے جدید نکاح کیا جائے جیسے کہ ایک اشرفی وغیرہ' اور اسی پر فتوٰی ہے ولوالجیہ (ت) (۲؎ درمختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۰)

یہ احکام اسی طرح مذہب کے خلاف ہیں جب مرتدہ ہوتے ہیں نکاح فوراً فسخ ہوگیا کہ ارتداد احدھما فسخ فی الحال (میاں بیوی دونوں میں سے کسی ایک کا اسلام سے روگردانی کرنا فوراً نکاح کو ختم کردیتا ہے۔ت) پھر بعد عدت دوسرے سے اسے نکاح ناجائز ہونا کیا معنی اور پہلے سے تجدید نکاح پر جبر کیا معنی' کیوں نہیں جائز کہ وہ کسی سے نکاح نہ کرے اور اس تجدید میں زبردستی ادنٰی سے ادنٰی مہر باندھنے کا ہر قاضی کو اختیار ملنا کیا معنی' مہر عوض بضع ہے اور معاوضات میں تراضی شرط اقول (میں کہتا ہوں) بلکہ ان اکابر کے قول ماخوذ ومفتٰی بہ کو کہ قول ائمہ بخارا ہے فتوائے ائمہ بلخ رحمہم اللہ تعالٰی سے جسے فقیر نے باتباع نہر الفائق وغیرہ اختیار کیا بعد نہیں تجدید نکاح بنظر احتیاط ہے اور شوہر پر حرام ہوجانا موجب زوال نکاح نہیں' بارہا عورت ایک مدت تک حرام ہوجاتی ہے اور نکاح باقی ہے جیسے بحال نماز وروزہ رمضان واعتکاف واحرام وحیض ونفاس' یونہی جبکہ زوجہ کی بہن سے نکاح کرکے قربت کرنے زوجہ حرام ہوگئی یہاں تک کہ اس کی بہن کو جدا کردے اور اس کی عدت گزر جائے بلکہ کبھی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتی ہے اور نکاح زائل نہیں جیسے حرمت مصاہرت طاری ہونے سے کہ متارکہ لازم ہے تو نکاح قائم ہے اور زن مفضاۃ کہ سبیلین ایک ہوجائیں نکاح میں اصل خلل نہیں' اور حرمت ابدی' دائم ہے والمسائل منصوص علیھا فی

الدروغیرہ من الاسفار الخ (مسائل مذکورہ کی درمختار وغیرہ بڑی کتابوں میں صراحت کردی گئی الخ ۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔